تحقیق حرف

ض

(ضاد)

منقول از

تفسیر سورت فاتحہ

مفسرِ قرآن شیریں بیان حضرت مولانا الحافظ الحاج ابو محمد عبدالستارؒ

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۰۱

Scanned with OKEN Scanner

تحقیق حرف ض (ضاد)

منقول از

تفسیر سورت فاتحہ

مفسر قرآن شیریں بیان حضرت مولانا الحافظ الحاج ابو محمد عبد الستارؒ

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

مفت برائے تقسیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک دردمندانہ گزارش

آج الحاد اور خدا فراموشی کا ایک پرفتن دور ہے روحانی اور اخلاقی قدروں کو پامال کیا جارہا ہے۔ انسان جو اشرف المخلوق تھا ارذل المخلوق بنا ہے۔ زن، زر اور زمین کے لالچ نے انسان کو انسان کا شکاری بنا دیا ہے۔ ایٹم بموں میزائلوں اور کیمیاوی ہتھیاروں کے موجدوں نے خون انسانی کو ارزاں کر دیا ہے۔ اس پر تعجب کی بات یہ کہ یہی الحاد پسند اور سفّاک دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ دنیا میں کوئی جھگڑا، نزاع اور اختلاف ہے تو وہ صرف مذہب کی وجہ سے ہے اس لئے مذہب کو دنیا سے ختم کیا جانا ضروری ہے اس مکروہ پروپگنڈے کا سب سے بڑا ہدف و نشانہ اسلام کو بنایا جارہا ہے اس اسلام کو جو پوری انسانیت کے لئے امن و سلامتی کا پیغامبر ہے۔ جس اسلام کا پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے اس ٹریجیڈی کے علاوہ دوسری الم انگیز بات یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین و مذہب سے بے اعتنائی برت رہا ہے۔ سنت رسول اللہؐ جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے، سے انحراف کر رہا ہے۔ خصوصاً ہماری نئی نسل جو جدید تعلیم سے آراستہ ہورہی ہے لادینی افکار و نظریات سے متاثر ہو کر ننگ اسلام بن رہی ہے۔ ایسے حالات میں قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے محتاج بیان نہیں۔ سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ کا قیام اسی لئے عمل میں لایا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ ایسا لٹریچر فراہم کیا جائے جو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانیت کیلئے باعثِ ہدایت و رحمت ہو۔ خالق و مخلوق کے تعلقات کو استوار کر کے الحاد و زندقہ شرکیات و بدعات، ظلم و ناانصافی، فحاشی و عریانی اور دوسری برائیوں کے زہر کو زائل کرنے میں مؤثر ثابت ہو۔ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

سکریٹری

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر
جمعیۃ منزل، بربرشاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

Scanned with OKEN Scanner

تعجب ہے اس زمانہ کے لوگوں پر کہ ضاد کو دُواد مثل دال، مہملہ کے پڑھتے ہیں حالانکہ اس میں کسی طرح کی مناسبت و مشابہت نہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ پڑھے لکھے اہل علم کہلانے والے بھی اس میں مبتلا ہیں۔ فتویٰ علماء دہلی جس پر مولانا قطب الدین خاں صاحب حنفی کی مہر ثبت ہے۔ اس میں مولوی کریم اللہ صاحب حنفی نے لکھا ہے قِرَاءَۃُ الضَّادِ مِثْلُ الدَّالِ غَلَطٌ غَیْرُ مُعْتَدٍّ بِہٖ فَالْعَاقِلُ یَفْھَمُ وَالْغَافِلُ یُعَانِدُ وَالْحَقُّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ وَالْبَاطِلُ حَقِیْقٌ اَنْ یُّبْطَلَ یعنی ضاد کو مثل دُواد پڑھنا بالکل غلط اور غیر معتبر ہے۔

فہرست

فقہی حوالجات	۴
ڈُواد کوئی حرف نہیں بلکہ بے اصل اور غلط ہے	۶
ڈُواد کے متعلق ایک مغالطہ کا ازالہ	۷
ض کو ظ پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی	۸
ض کو ڈُواد پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے	۹
حنفیوں کی نماز میں خلل	۱۱
مخالف کے متعلق ادلۂ عقلیہ اور الزامی جواب	۱۴
خاتمہ	۱۶
نقل فتوٰی حافظ عبدالحق عثمانی مدنی	۱۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلۂ دُوادُ وضاد دلائل کی روشنی میں

اکثر مفسرین اور علماء فقہ وصرف ونحو اور تجوید کے ماہرین قراء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ضں مشتبہ الصوت ظ کا ہے۔ ان دونوں میں فرق کرنا مشکل ہے "دال" کے مشابہ کسی نے بھی نہیں لکھا۔ حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح مذہب علماء کا یہ ہے کہ جو فرق درمیان ضاد اور ظا کے ہو جاتا ہے وہ معاف ہے اس لیے کہ یہ دونوں قریب المخرجین ہیں۔

ضاد اول حافۂ زبان واضراس سے نکلتا ہے۔ ظاء زبان کی نوک واطرافِ ثنایا سے برآمد ہوتی ہے۔ دونوں حروف اقسام مجہورہ ومدخورہ مطبقہ سے ہیں اس لیے ایک کا دوسرے کی جگہ استعمال جائز ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ ہمارے نزدیک پسندیدہ امر یہ ہے کہ ضاد کو بتلفظ ظاء پڑھنا نماز کو باطل نہیں کرتا کیوں کہ مشابہت بایک دیگر موجود ہے بس ان دونوں میں فرق کرنے کی تکلیف برداشت کرنی کچھ ضروری نہیں

وجہ اوّل یہ کہ دونوں حروف مجہورہ ہیں۔

〃 دوم یہ کہ دونوں رخوہ ہیں۔

〃 سوم یہ کہ یہ دونوں مطبقہ ہیں۔

وجہ چہارم یہ کہ گو ظاء کا مخرج گوشۂ زبان اور اوپر کے دانتوں کے کے اطراف سے ہے اور زبان کا ابتدائی حافہ (کنارہ) اور وہ حصّہ جو ڈاڑھوں سے چپٹا ہوا ہے مخرج ضاد ہے مگر چوں کہ ضاد میں اس کی رخاوت کے باعث انبساط ہوتا ہے اس لیے مخرج ظاء مخرج ضاد کے بالکل قریب ہے۔

ان دونوں میں قوی مشابہت کے باعث فرق کرنا مشکل امر ہے تفسیر اتقان میں ہے: وَمِنْهَا اَیْ مِنْ اَنْوَاعِ التَّجَانُسِ وَهُوَ تَشَابُهُ اللَّفْظَيْنِ فِي اللَّفْظِ اللَّفْظِيِّ بِاَنْ يَّخْتَلِفَا بِحَرْفٍ مُّنَاسِبٍ لِلْاٰخِرِ مُنَاسَبَةً لَفْظِيَّةً كَالضَّادِ وَ الظَّآءِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ یعنی قرآن مجید میں دو لفظ علیحدہ علیحدہ بوجہ تجانس و تشابہ لفظی کے بولنے میں یکساں ہیں جیسے "ناضرۃ" اور "ناظرۃ" (اقتصاد ص۴)

تفسیر عزیزی میں ہے "بداں کہ فرق میانِ مخرج ضاد و ظاء بسیار مشکل است" یعنی ض اور ظ میں فرق کرنا نہایت مشکل ہے۔

فقہی حوالجات

خزانۃ الروایات میں ہے لِاَنَّ الْعَوَامَّ لَا يَقْدِرُوْنَ اَنْ يُّفَصِّلُوْا بَيْنَ الضَّادِ وَالظَّآءِ وَالذَّالِ وَالزَّآءِ یعنی عام لوگ ض، ظ، ذ، ز میں فرق نہیں کر سکتے۔ (اقتصاد ص۵)

کبیری شرح منیہ میں ہے هٰذَا فَصْلٌ وَهُوَ اِبْدَالُ اَحَدِ هٰذِهِ الْحُرُوْفِ

الثَّلَاثَۃِ اَعْنِیْ الضَّادَ وَالظَّاءَ وَالذَّالَ یعنی یہ فصل ہے آپس میں بدل ہو جانے ان تینوں حرفوں کے ضؔ اور ظؔ اور ذؔ میں (اقتصاد ص۶)

تنبیہ میں ہے اِنَّ مِنَ الْعَرَبِ مَنْ یَّجْعَلُ الضَّادَ ظَاءً مُّطْلَقًا فِیْ جَمِیْعِ کَلَامِھِمْ وَھٰذَا قَرِیْبٌ وَفِیْہِ تَوْسِعَۃٌ لِّلْعَامَّۃِ یعنی بعض عرب اپنے تمام کلام میں ضؔ کو ظؔ بولتے ہیں اور یہی قرین قیاس بھی ہے۔ عوام الناس کو بھی اسی میں وسعت ہے۔ حاشیہ بیضاوی میں ہے اِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ خُصُوْصًا الْعَجَمَ کَانُوْا فِی الزَّمَانِ الْاَوَّلِ لَا یَعْلَمُوْنَ الْفَرْقَ بَیْنَھُمَا یَعْنِیْ بَیْنَ الضَّادِ وَالظَّاءِ یعنی پہلے زمانہ کے اکثر لوگ خصوصاً عجم کے ضؔ اور ظؔ میں فرق نہیں جانتے تھے۔ شیخ جمال ملکی حنفی کے فتوے میں ہے فَمِنْھُمْ مَنْ یَّجْعَلُھَا ظَاءً اَھٰذَا لَیْسَ بِعَجَبٍ لِّثُبُوْتِ التَّشَابُہِ وَعُسْرِ التَّمْیِیْزِ بَیْنَھُمَا یعنی ضؔ کو ظؔ پڑھنا کوئی تعجب کی بات نہیں اس لیے کہ ان میں مشابہت ثابت ہے اور فرق کرنا مشکل ہے۔ امام غزالیؒ احیاء العلوم کے ربع ثالث میں فرماتے ہیں وَفِرْقَۃٌ اُخْرٰی تَغْلِبُ عَلَیْھِمُ الْوَسْوَسَۃُ فِیْ اِخْرَاجِ حُرُوْفِ الْفَاتِحَۃِ وَسَائِرِ الْاَذْکَارِ مِنْ مَّخَارِجِھَا فَلَا یَزَالُ یَحْتَاطُ فِی التَّشْدِیْدَاتِ وَالْفَرْقِ بَیْنَ الضَّادِ وَالظَّاءِ وَتَصْحِیْحِ مَخَارِجِ الْحُرُوْفِ فِیْ جَمِیْعِ صَلٰوتِہٖ لَا یُھِمُّہٗ غَیْرُہٗ وَلَا یَتَفَکَّرُ فِیْمَا سِوَاہُ ذَاھِلًا عَنْ مَّعْنَی الْقُرْاٰنِ وَاتِّعَاظِ بِہٖ وَصَرْفِ الْفَھْمِ فِیْ اَسْرَارِہٖ وَھٰذَا مِنْ اَقْبَحِ اَنْوَاعِ الْغُرُوْرِ یعنی بعضے وہی لوگ حرفوں کو مخرجوں سے نکالنے میں اور ضؔ اور ظؔ میں فرق کرنے کی احتیاط کرتے کرتے نماز میں قرآن کے معنی و اسرار سمجھنے سے غافل ہو جاتے ہیں۔ یہ ان کے لیے بڑا دھوکہ ہے۔ (اقتصاد ص۶)

Scanned with OKEN Scanner

البیان الجزیل فی الترتیل صد۵۲ میں ہے کہ ایک بلائے عام اس زمانہ میں یہ ہو گئی کہ ضؔ کو بصورت دآل کے پڑھتے ہیں اس کو مشتبہ الصوت دال کا کر دیا ہے حالانکہ دال پُر نہیں اور وہ پُر ہے۔ سو یہ بات جملہ کتب قرأت و تفسیر و فقہ کے خلاف ہے۔ سب کتابوں میں ضؔ کا مشتبہ الصوت ہونا ظؔ سے ثابت ہے نہ کہ دال سے۔ علّامہ وافر التمیز شاہ عبد العزیز صاحبؒ نے تفسیر فتح العزیز میں آیت وَمَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝ کی تفسیر میں اور دیگر مقام میں ضؔ کا مشتبہ الصوت ہونا ظ کے ساتھ لکھا ہے اور فتح القدیر و فتاوٰی قاضی خاں و اتقان وغیرہ فقہ کی بہت سی کتابوں میں اس بات کی تصریح ہے۔

دُوَاد کوئی حرف نہیں بالکل بے اصل اور غلط ہے

تعجب ہے اس زمانہ کے لوگوں پر کہ ضاد کو دُواد (مثل دال) مہملہ کے پڑھتے ہیں حالاں کہ اس میں کسی طرح کی مناسبت و مشابہت نہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ پڑھے لکھے اہل علم کہلانے والے بھی اس میں مبتلا ہیں۔ فتوٰی علمائے دہلی جس پر مولانا قطب الدین خاں صاحب حنفی کی مہر ثبت ہے۔ اس میں مولوی کریم اللہ صاحب حنفی نے لکھا ہے قِرَاءَةُ الضَّادِ مِثْلُ الدَّالِ غَلَطٌ غَيْرُ مُعْتَدٍّ بِهٖ فَالْعَاقِلُ يَفْهَمُ وَالْغَافِلُ يُعَانِدُ وَالْحَقُّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ وَالْبَاطِلُ حَقِيْقٌ اَنْ يُّبْطَلَ یعنی ضاد کو مثل دُواد کے پڑھنا بالکل غلط اور غیر معتبر ہے۔ پس عقلمند تو سمجھ جاتا ہے اور غافل و جاہل اپنی ضد پر اڑتا ہے اور دواد ہی پڑھتا ہے۔ لائق یہی ہے حق پر چلنا اور باطل کو مٹانا۔

اس پر مفتی صدر الدین صاحب حنفی لکھتے ہیں "وساکنان ایں دیار در دال وضاد فرق نمی کنند جاہل اند و بے تمیز" یعنی اس ملک میں رہنے والے جو دال اور ضاد میں فرق نہیں کرتے ضاد کو دواد پڑھتے ہیں جاہل اور بے تمیز ہیں فقط العبد المسکین محمد صدر الدین مرقوم ۵ ربیع الثانی ۱۲۷۸ھ (اقتصاد ص۱۵)

دُواد کے متعلق ایک مُغالطہ کا ازالہ

بعض الناس یہ کہتے ہیں کہ ضؔ عربی کا لفظ ہے اور آج کل کے اہل عرب اس کو دواد پڑھتے ہیں مثل دال مہملہ کے اس لیے دواد ہی صحیح ہے۔ اس کے جواب میں علامہ جاربردی کا قول پیش کر دینا ہی کافی ہے کہ عرب کا جب غیروں کے ساتھ اختلاط ہوا، تو برے حرف پیدا ہو گئے۔ جب دین اسلام آیا اور غیر جنس کی لونڈیاں پکڑیں اور ان سے اولاد پیدا ہوئی فَاَخَذُوْا اُحْرُوْفًا مِّنْ لُغَةِ اُمَّهَاتِهِمْ وَخَلَطُوْهَا بِلُغَةِ الْعَرَبِ تو انھوں نے اپنی ماؤں کی بولی سے حرف سیکھ کر عربی میں ملا دیئے (اقتصاد ص۱۵) بس یہی وجہ ہے کہ آج عرب میں غیر عربی الفاظ رائج و مستعمل ہیں جیسے گ فارسی زبان کا حرف ہے، آج عرب میں بکثرت مستعمل ہے اَقُوْلُ لَکَ کو اَگُلُّ لَکَ کہتے ہیں قُنْد کو گُنْد کہتے ہیں حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے۔ جب ایک غلط چیز عام طور پر مروج و مستعمل ہو جاتی ہے تو لوگ اسی کو صحیح سمجھتے ہیں اسی طرح ضؔ کو دواد کر دیا گیا بعید ہے۔ پس ان کی تقلید سے ہندوستان وغیرہ میں بھی ضؔ کو دُواد پڑھنے لگے حالانکہ اصل میں دواد کوئی حرف ہی نہیں۔

علیٰ ہٰذا القیاس اس زمانہ کے افغان اور غزنی کے نواح کے لوگ ضاد کو غواد پڑھتے

ہیں وَلَا الضَّآلِّیْنَ ه کو ولغد والین کہتے ہیں۔ ترکی کے لوگ ک۔ کی جگہ ج پڑھتے ہیں چنانچہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ه کو اِیَّاجَ نَعْبُدُ وَاِیَّاجَ نَسْتَعِیْنُ پڑھتے ہیں۔

الغرض دُواد پڑھنے کے متعلق جس قدر بھی مغالطات دیئے جاتے ہیں سب اسی طرح لچر پوچ ہیں جو تار عنکبوت سے زیادہ اہلِ تحقیق کے نزدیک وقعت نہیں رکھتے۔

ضَ کو ظَ پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

درمختار میں ہے اِلَّا مَا یَشُقُّ تَمْیِیْزُہٗ کَالضَّادِ وَالظَّآءِ وَاَکْثَرُھُمْ لَمْ یُفْسِدُھَا یعنی اگر ایک حرف کو دوسرے ایسے حرف سے بدلا کہ ان دونوں میں فرق کرنا مشکل تھا جیسے ضَ اور ظَ میں بہر صورت نماز نہیں ٹوٹتی، اکثر علماء کا یہی مذہب ہے (اقتصاد ص۱۱)

فتاوٰی عالمگیری وقاضی خاں میں ہے وَاِنْ کَانَ لَا یُمْکِنُ الْفَصْلُ اِلَّا بِمَشَقَّةٍ کَالضَّادِ مَعَ الظَّآءِ وَالصَّادِ مَعَ السِّیْنِ وَالطَّآءِ مَعَ التَّآءِ اخْتَلَفَ الْمَشَآئِخُ فِیْهِ قَالَ اَکْثَرُھُمْ لَا تَفْسُدُ صَلٰوتُہٗ یعنی اگر دو حرفوں میں فرق کرنا مشکل ہے جیسے ضَ اور ظَ میں۔ اور صَ اور سَ میں، اور طَ اور تَ میں تو ایسے دو حرفوں کے آپس میں بدل ہو جانے سے اکثر فقہاء کے نزدیک نماز نہیں ٹوٹتی۔

نہر الفائق، فتاوٰی خانیہ، فتاوٰی نقشبندیہ، خزانۃ المفتین، فتاوٰی کبیری، ردالمختار شرح درمختار اور فتح القدیر و مفتاح الصلوٰۃ وغیرہ کتب فقہ میں ایسی صورت میں نماز فاسد نہ ہونے کا فتوٰی موجود ہے۔ فتاوٰی عالمگیری

میں اسی کو اَعْدَلُ الْاَقَاوِیْل اور مختار مذہب قرار دیا ہے قاضی ابوالحسن اور قاضی ابوعاصم وغیرہ مشائخ کا بھی یہی فتوٰی ہے۔ فتاوی بزازیہ میں ہے فَاِنْ قَرَأَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ بِالظَّاءِ اَوِ الضَّآلِّیْنَ بِالذَّالِ اَوِ الظَّآءِ قِیْلَ لَاتَفْسُدُ بِعُمُوْمِ الْبَلْوٰی فَاِنَّ الْعَوَامَّ لَایَعْرِفُوْنَ مَخَارِجَ الْحُرُوْفِ وَکَثِیْرٌ مِّنَ الْمَشَآئِخِ اَفْتَوْابِہٖ یعنی اگر پڑھا غیرالمغضوب کو ظ سے یا الضالین کو ذال یا ظ سے تو نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ عام لوگ حرفوں کے مخرج نہیں پہچانتے اور بہت سے علماء نے اس پر فتوٰی دیا ہے۔ عتابیہ میں ہے وَمِنْھُمْ اَبُوالْقَاسِمِ وَمُحَمَّدُ ابْنُ مَسْلَمَۃَ وَکَثِیْرٌ مِّنَ الْمَشَائِخِ اَفْتَوْبِہٖ یعنی ان علماء میں سے ابوالقاسم ومحمد بن مسلمہ وغیرہ مشائخ ہیں شیخ جمال مکی حنفی نے بھی اپنے فتوے میں محمد بن مسلمہ کا قول نقل کیا ہے قَالَ لَاتَفْسُدُ لِاَنَّہٗ قَلَّ مَنْ یُّفَرِّقُ بَیْنَھُمَا یعنی ضؔ کو ظؔ پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ ان میں ہر ایک تمیز نہیں کرسکتا۔

ضؔ کو دُوادپڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

فتوٰی مکہ مکرمہ میں شیخ العلماء احمد دحلان نے لکھا ہے وَلَوْاَبْدَلَ الضَّادَ بِغَیْرِ ظَآءٍ لَمْ تَصِحَّ قِرَاءَۃٌ قَطْعًا فَعُلِمَ مِنْ ھٰذَا اَنَّہٗ لَمْ یَقَعْ خِلَافٌ فِیْ اِبْدَالِھَا دَالًا کَمَا وَقَعَ فِی الظَّآءِ فَالنُّطْقُ بِھَا دَالًا لَمْ یَقُلْ اَحَدٌ بِصِحَّتِہٖ یعنی اگر ضؔ کو سوا ظا کے کسی دیگر حرف کے ساتھ بدلا تو قرأت ہرگز درست نہ ہوگی۔ ضاد کو دال پڑھنے سے نماز کے فاسد ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں اور ایسی قرأت کے صحیح ہونے کا کوئی بھی قائل نہیں (الاقتصاد)

فتاوٰی تارخانیہ وقاضی خاں وخلاصۃ الفتاوٰی میں ہے لَوْقَرَأَ الضَّآلِّیْنَ بِالظَّاءِ

مَكَانَ الضَّادِ اَوْ بِالذَّالِ لَاتَفْسُدُ صَلٰوتُهٗ وَلَوْ قَرَأَ الدَّوَالِّيْنَ تَفْسُدُ یعنی ضالین کو ظ یا ذال سے پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور دوالین دال سے پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (اقتصاد ص۱۳)

ضؔ کو ظؔ پڑھنے سے عدم فساد صلوٰۃ کی وجہ علماء نے یہ بیان کی ہے کہ مماثل و مشابہ ظ کے ہے اور عوام کو ان دونوں میں تمیز مشکل ہے چنانچہ علامہ جزری تمہید فی علم التجوید میں لکھتے ہیں اِعْلَمْ اَنَّ هٰذَا الْحَرْفَ یَعْنِي الضَّادَ لَيْسَ فِي الْحُرُوْفِ حَرْفٌ یَعْسُرُ عَلَى اللِّسَانِ مِثْلُهٗ یعنی حروف میں حرف ضاد کی طرح کوئی اور حرف دشوار نہیں ہے۔ علامہ ابو محمد مکی کتاب الرعایہ میں لکھتے ہیں اَلضَّادُ حَرْفٌ يُشْبِهُ لَفْظُهٗ فِي السَّمْعِ بِلَفْظِ الظَّاءِ یعنی ضاد ایک ایسا حرف ہے جو سننے میں ظاء کے مشابہ ہے۔

علامہ موصلی حنبلی شرح شاطبیہ موسوم بہ کنز المعانی شرح حرز الامانی میں لکھتے ہیں اِنَّ الضَّادَ وَالظَّاءَ وَالذَّالَ مُتَشَابِهَةٌ فِي السَّمْعِ وَالضَّادُ لَاتَفْتَرِقُ عَنِ الظَّاءِ اِلَّا بِاخْتِلَافِ الْمَخْرَجِ وَزِيَادَةِ الْاِسْتِطَالَةِ فِي الضَّادِ وَلَوْلَاهُمَا لَكَانَتْ اِحْدَاهُمَا عَيْنَ الْاُخْرٰى یعنی ضؔ، ظؔ اور ذاؔل سننے میں باہم متشابہ ہیں۔ ضؔ اور ظؔ میں صرف دو بات کا فرق ہے ایک تو اختلاف مخرج دوم استطالت۔ اگر یہ فرق نہ ہوتا تو دونوں حرف ایک ہو جاتے۔ استطالت یہ کہ ضؔ کو کھینچ کر پڑھا جاتا ہے ظ کو نہیں۔ فتاوی قاضی خاں میں ہے لَوْ قَرَأَ الضَّآلِّيْنَ بِالظَّاءِ اَوْ بِالذَّالِ لَاتَفْسُدُ صَلٰوتُهٗ وَلَوْ قَرَأَ الدَّآلِّيْنَ بِالدَّالِ تَفْسُدُ صَلٰوتُهٗ یعنی ضؔ کو دُواد پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ضؔ کو مثل دال مہملہ کے پڑھنا بے اصل و بے ثبوت اور

مہمل ہے۔ کتب فقہ و تفسیر و تصریف و تجوید و سلوک میں جن کا اسباب میں اعتبار ہے اس کا وجود و پتہ و نشان تک نہیں۔ پس جب کہ کتب معتبرہ و مستندہ میں حرف دُواد منقول ہی نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ معدوم ہے اور اس کے پڑھنے سے نماز میں خلل آتا ہے جیسے صالحات کو طالحات پڑھنا غلط اور موجب فساد ہے ایسے ہی ضالین کو دوالین پڑھنا بے اصل اور لغو ہے کذا فی رد المختار و عالمگیری۔

نماز میں خلل

جب یہ ثابت ہو گیا کہ ضٓ کو مثل دال مہملہ کے پڑھنا بے اصل اور غلط ہے تو میں اپنے برادران سے کہوں گا کہ ایک غلط حرف استعمال کر کے کیوں اپنی نمازوں کو برباد کرتے ہو؟ عمداً و قصداً ضٓ کو دُواد پڑھا جاتا ہے حالانکہ ض میں بوجہ اس کے رخوہ ہونے کے انبساط اور کشادگی حاصل ہے اور ض کا مخرج ظ کے مخرج کے قریب ہے اس کو دال مہملہ سے کوئی تعلق و لگاؤ نہیں ہے۔ یہ پُر ہے دال باریک ہے مخرج بھی دونوں کا بعید ہے۔ ضٓ اور ظٓ میں اگر فرق ہوتا اور ان میں تمیز ضرور ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور صحابہ کے زمانہ میں بالخصوص جب کہ عجمی لوگ اسلام میں داخل ہوتے تھے اس کے بارے میں ضرور سوال واقع ہوتا۔ جب اس بارے میں کوئی حکم منقول نہیں تو معلوم ہوا کہ ان دونوں حرفوں میں تمیز کرنے کی ہمیں تکلیف نہیں دی گئی۔

علاوہ ازیں جب کہ آپ کے مذہب کی کتابیں اور علماء کا فتوٰی ہے

کہ ڈواد پڑھنے سے نماز میں خلل وفساد پیدا ہوتا ہے تو پھر آپ کیوں اپنی نمازوں کو فاسد کرتے ہیں۔

بھائیو! خدا سے ڈرو! ضد ونفسانیت کو چھوڑ دو! غلط رویّہ ترک کر کے صحیح طریقہ اختیار کرو! وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔

مولانا عبد الحی حنفی لکھنویؒ فرماتے ہیں کہ حرف ضاد مشابہت حرف ظاء کے ساتھ اگر مخرج خاص سے اس کا استخراج نہ ہو تو مشابہ ظ یا ذ کے اگر پڑھے گا نماز درست ہوگی اور مشابہ دال کے پڑھنے سے نماز میں خلل ہوگا۔

خلاصۃ الفتاوی میں ہے اِنْ ذَکَرَ حَرْفًا مَکَانَ حَرْفٍ وَغَیَّرَ الْمَعْنٰی اِنْ اَمْکَنَ الْفَصْلُ کَالطَّاءِ مَکَانَ الصَّادِ تَفْسُدُ صَلٰوتُہٗ وَاِنْ کَانَ لَا یُمْکِنُ الْفَصْلُ اِلَّا بِمَشَقَّۃٍ کَالظَّاءِ مَعَ الضَّادِ وَالطَّاءِ مَعَ التَّاءِ وَالصَّادِ مَعَ السِّیْنِ اَلْاَکْثَرُ عَلٰٓی اَنَّہٗ لَا یَفْسُدُ اور بزازیہ میں ہے لَوْ قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ بِالظَّاءِ وَلَا الضَّآلِّیْنَ بِالذَّالِ وَالظَّآءِ لَا تَفْسُدُ لِعُمُوْمِ الْبَلْوٰی وَکَثِیْرٌ مِّنَ الْمَشَائِخِ اَفْتَوْا بِہٖ انتھٰی

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبد الحی

اسی مضمون پر دیگر علماء مندرجہ ذیل کی مواہیر بھی ثبت ہیں ملاحظہ ہوں

مہر	مہر	مہر	مہر	مہر
سید شریف حسین	سید محمد نذیر حسین ۱۲۸۱	محمد عبد الحمید	سید احمد حسن	تلطف حسین

حضرت العلامہ میاں صاحب مولانا سید نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند

ارجمند مولانا سید محمد شریف صاحبؒ نے تو فتاوی نذیریہ میں مسئلہ ہذا پر کافی بحث کی ہے مَنْ شَآءَ فَلْيُطَالِعْهُ۔

تحفۃ القارئین میں مرقوم ہے کہ ایک حرف کے دوسرے حرف سے بدل جانے میں قاعدہ معتبرہ فقہاء مذاہب کا کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ ایک حرف کا دوسرے حرف سے بدلنا دو طرح پر ہے (۱) یا تو ان دونوں حرفوں میں فرق کرنا آسان وسہل ہے جیسے صؔ وطؔ، اور بؔ وتؔ، اور قؔ وضؔ اور سؔ ولؔ، اور ضؔ ولؔ، اور ضؔ و دالؔ وغیرہ میں (۲) یا دشوار ہے جیسے ضؔ وظؔ میں اور صؔ وسؔ اور طؔ وتؔ میں۔ سو پہلی صورت میں اگر معنیٰ بگڑ جائیں تو نماز سب کے نزدیک فاسد ہو جاتی ہے اور دوسری صورت میں یعنی ضؔ اور ظؔ میں فرق نہ کر سکتے ہیں بموجب مذہب مختار اکثر فقہاء کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی چنانچہ تمام کتب فقہ کے باب زلۃ القاری میں یہ مسئلہ موجود ہے اور چوں کہ ضؔ اور دُواد میں کچھ بھی مشابہت ومناسبت نہیں۔ اگر ضؔ کو دُواد پڑھا تو سب کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی۔ (اقتصاد صلا)

فتاوٰی سراجیہ، تجنیس اور محیط سرخسی وغیرہ میں بھی اسی طرح مرقوم ہے۔ محاسن العمل میں ہے کہ اکثر لوگ ضاد کو بصورت دال کے پڑھتے ہیں غلط ہے۔ تحفۃ القارئین میں ہے کہ تلفظ ضاد کا مثل دُواد کے غلط محض ہے کسی کتاب معتبر فقہ وتفسیر میں صوت ضاد کو مشابہ صوت دال یا عین دال نہیں لکھا۔

Scanned with OKEN Scanner

ضاد کے متعلق ادلۂ عقلیہ اور الزامی جواب

ارشادِ الٰہی ہے:

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا

شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن ہی سمجھو۔

یہ ملعون اپنی ہر تدبیر سے انسان کو خائب و خاسر کرنا چاہتا ہے۔ تلاوت قرآن اور نماز مہتم بالشان عبادات میں سے ہیں اس لیے چاہا کہ اس میں خلل انداز ہو۔ آخر یہ تدبیر کام میں لایا کہ کسی طرح تحریف و تبدیل کرائے اور اس کی خوبی لوگوں کے دلوں میں بٹھا دے تاکہ نیکی برباد و گناہ لازم کے مصداق ہوں چنانچہ اس لعین کو حرف ض میں تصرف کا موقع مل گیا اس کو بدل کر دواد کر دیا اور ایسی کامیابی حاصل کی کہ ایک جہاں کو اپنا مسخر اور گرویدہ بنا لیا اور مابین اہل حدیث و احناف اس کو ایک امتیازی مسئلہ قرار دے دیا۔ بس اب کیا تھا عام طور پر یہ مشہور ہو گیا کہ جو ضاد پڑھے وہ اہل حدیث ہے اور جو دواد پڑھے وہ حنفی ہے فیا للعجب وضیعۃ العلم والادب۔

کوئی یہ تحقیق نہیں کرتا کہ دواد پڑھنے سے نماز صحیح ہوتی ہے یا فاسد قطع نظر ان سب باتوں کے اگر لفظ دواد ہی صحیح ہے تو پھر ہر جگہ اس کو دواد ہی کیوں نہیں بولتے مثلاً فضل کو فدل، غضب کو غدب ضرب کو درب، مرض کو مرد کہنا چاہیے، اگر کسی کی بہو بیٹی یا ماں بہن

کو کوئی مرض لاحق ہو گیا ہو اور وہ اس کو علاج کے لیے کسی حکیم طبیب کے پاس لے جائے تو کیا یوں کہے گا کہ حکیم جی میری ماں بہن کو "مرد" لاحق ہو گیا ہے۔ ہر گز نہیں۔ وہاں ضاد کو دواد نہیں بولے گا اور قرأت قرآن میں دواد پڑھے گا۔ ایں چہ بوالعجبی است؟ ۔۔ یا قرض کو قرد، اور ارض کو ارد، بعض کو بعد، عرضی کو عردی، ھضم کو ہدم، مریض کو مرید، حضور کو حدور، حضرت کو حدرت، حیض کو حید، ضلالت کو دلالت، رمضان کو رمدان وغیرہ کیوں نہیں کہتے۔ کیا صرف قرآن میں ہی تبدیلی و تحریف کرنی تھی؟ بات یہ ہے کہ شیطان کو قرآن مجید میں تحریف لفظی کرا کر مجرم بنانا تھا اور دیگر الفاظ و روزمرہ کی بول چال میں حرف بدلنے میں کوئی شرعی وعید نہیں تھی اس لیے وہ اپنا کام کر گیا۔

ان جملہ امثلہ کے مادوں کے مختلف اوزان کے صیغے قرآن مجید میں موجود ہیں۔ پھر کیا وجہ کہ خارج از قرآن تو جملہ الفاظ صحیح بولے جائیں یعنی ض کو ض ہی بولا جائے اور قرآن مجید میں آ کر ض کو دال مہملہ سے بدل دیا جائے کم از کم یہ تو بتائیے! کہ اس کو کس اصول اور قاعدہ کی بنا پر دال سے بدلا جاتا ہے جب کہ یہ نہ دال کے قریب المخرج ہے نہ اس کے متشابہ و متماثل، نہ کسی معتبر کتاب میں اس کو دواد بتایا گیا بس صرف ضد و نفسانیت و اتباع شیطان لعین ہے جس سے قرآن کریم میں تحریف لفظی لازم آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شیطان کی تابعداری سے بچائے آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○

خاتمہ

اس رسالہ کے شائع کرنے سے ہمارا مقصود صرف یہ ہے کہ حرف "ض" کے متعلق عامۃ المسلمین میں جو نزاع ہے یہ دور ہو جائے اور تلاوت قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کی زبردست عبادت ہے اس کو صحیح پڑھنے سے پڑھنے والے کو پورا پورا اجر و ثواب حاصل ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ تلاوت میں حروف کی غلط ادائیگی سے بجائے ثواب کے گناہ ذمہ لگے، اس لیے اس رسالہ میں بخوبی یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ "ض" مشابہ بالظاء ہے اور اس کے خلاف مشابہ بالدال پڑھنا ہرگز درست نہیں۔

اس مسئلہ کے متعلق ایک رسالہ موسومہ "ہدایۃ الضال فی قرأۃ الضاد بالدال" عرصہ ہوا شائع ہوا تھا جس میں اکابر علمائے سلف مثل مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی، شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی، مولانا فخرالدین احمد مرادآبادی حافظ قاری عبداللہ مرادآبادی، مولانا مختار احمد صاحب شیرکوٹی وغیرہ علمائے کرام

کے نہایت مدلل فتاوے درج ہیں اور کتب تفاسیر مثل تفسیر کبیر، اتقان، بیضاوی، کشاف، نیز رضی شرح شافیہ، شرح شاطبی تمہید فی علم التجوید، کیمیائے سعادت اور فقہ احناف مثل فتاویٰ قاضی خاں، عالمگیری، درمختار، طحطاوی، شامی وغیرہ لاتعداد کتابوں سے صاحب رسالہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ ضؔ کو ظؔ سے مشابہ پڑھنا چاہیے پھر لکھا ہے کہ ولا الضالین کی جگہ ولا الدوالین پڑھنے سے سب کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

اس رسالہ کے آخر میں ایک فتوٰی مدینہ منورہ کے علماء کا بھی مندرج ہے۔ ناظرین کی بصیرت کے لیے وہ فتوٰی بعینہٖ نقل کر کے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نیک سمجھ دے اور قرآن مجید کی قرأت تلاوت صحیح طریقہ پر ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

Scanned with OKEN Scanner

بسم الله الرحمن الرحيم

نقل فتویٰ

مولانا مولوی استاد حافظ عبدالحق صاحب عثمانی مدنی

مُدرّس مدرسہ اسلامیہ واقع مسجد نبوی مدینہ منورہ

اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَبِیَدِہٖ
اَزِمَّۃُ التَّحْقِیْقِ اَنَّ عِبَارَۃَ الَّتِیْ نَقَلَھَا
الْفَاضِلُ الْمُجِیْبُ الْعَلَّامَۃُ النَّجِیْبُ
الْمَوْلَوِیُّ فَخْرُ الدِّیْنِ اَحْمَدُ ھِیَ دَالَّۃٌ
تَصْرِیْحُ مَنْطُوْقَۃٌ وَمَفْھُوْمَۃٌ عَلٰی تَشَابُہِ
الضَّادِ الْمُعْجَمَۃِ بِالظَّاءِ الْمُعْجَمَۃِ
فِی السَّمْعِ وَھُوَ الْحَقُّ الَّذِیْ لَا غُبَارُ
عَلَیْہِ بَلْ اَنَّہٗ ھُوَ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْجُمْھُوْرُ
مِنْ اَھْلِ الْفَنِّ بِنَاءً عَلَیْہِ فَلَا وَجْہ

باللہ التوفیق و و بیدہ ازمۃ التحقیق
میں کہتا ہوں کہ جو عبارت فاضل مجیب اور
علامہ نجیب مولانا فخر الدین احمد صاحب نے نقل فرمائی
ہیں وہ اس بات کو بتاتی ہیں کہ تشابہ ضاد معجمہ
بالظاء فی السمع بدیہی امر ہے منطوق اور مفہوم
میں اور یہی حق ہے اور نہ اس کے اوپر
غبار ہے یعنی مسئلہ تشابہ کا صاف اور صریح
ہے بلکہ یہ وہ مذہب ہے کہ جس کو جمہور
اہل فن نے تسلیم کر لیا ہے کیونکہ وہ فرماتے

لِفَسَادِ صَلٰوۃِ مَنْ یُؤَدِّیْهَا مِنْ مَخْرَجِهَا الصَّحِیْحِ وَهُوَ الْمُشَابَهُ بِالظَّاءِ الْمُعْجَمَةِ وَمَا اَدَاؤُهَا بِتَشَابُهِ الدَّالِ الْمُعْجَمَةِ فَغَیْرُ وَجِیْهٍ وَ لَا یُعَوَّلُ عَلَیْهِ وَاللّٰهُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ

ہیں کہ جب اس کو اپنے مخرج سے صحیح ادا کیا جائے گا یعنی مشابہت بالظاء کے ساتھ تو نماز فاسد ہونے کی کوئی وجہ نہیں اور ادا کرنا ضاد کو مشابہ دال معجمہ کے غیر معتبر ہے اور نہ اس کو ترجیح یا غلبہ ہوسکتا ہے۔ واللہ ولی التوفیق

حررہ عبدالحق عثمانی مدنی

اَصَابَ مَنْ اَجَابَ
اضعف العبید ابن الحفیظ
مرزا حمید اللہ بیگ

اَلْجَوَابُ الصحیح
الراجی الی اللہ الاحد
بشیر الدین احمد غفرلہ

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

کی جانب سے شائع ہو کر مفت تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

۱۔ کلمہ طیبہ
۲۔ اتباعِ رسولؐ
۳۔ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام
۴۔ شیخ ابن باز کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام
۵۔ حقیقتِ شرک
۶۔ وجود باری تعالیٰ کا علمی ثبوت
۷۔ عقیدۂ توحید
۸۔ ائمہ سلف اور اتباعِ سنت
۹۔ اسلامی عقیدہ
۱۰۔ تبلیغی نصاب اور قرآنی تعلیمات
۱۱۔ تعویذِ محمدی
۱۲۔ اصلی اہلِ سنت کون؟
۱۳۔ شرک کیا ہے؟
۱۴۔ وہ ایک سجدہ!
۱۵۔ قرآن اور جاہلیت
۱۶۔ توحید کیا ہے؟
۱۷۔ فضائلِ قرآن
۱۸۔ ہدایت وضلالت
۱۹۔ درجات الیقین
۲۰۔ عقیدۂ طحاویہ
۲۱۔ مروجہ بدعات ورسوم کی حقیقت
۲۲۔ اختلاف سنت کے اسباب اور ان کا صحیح حل
۲۳۔ اطاعت رسولؐ کی شرعی حیثیت
۲۴۔ محفلِ میلاد
۲۵۔ مسلمان اور قبر پرستی
۲۶۔ تصوف کے چہرے مختلف ادوار میں
۲۷۔ مساجد میں شور وغل
۲۸۔ شرعی طلاق
۲۹۔ استنجا اور وضو کے احکام ومسائل
۳۰۔ فوز المرام فی قراۃ فاتحہ خلف الامام
۳۱۔ فلسفۂ قربانی با اصولِ قرآنی
۳۲۔ میں اہلِ حدیث کیوں ہوا۔
۳۳۔ اللہ تعالیٰ کا وجود ذی جود
۳۴۔ خمینی اور تشیع
۳۵۔ احسن الجزا رفی تحقیق مسائل العزار
۳۶۔ حکم النبی بجفر من لایصلی المعرث بے نماز کا رسالہ
۳۷۔ رہم ورسم اور شریعت
۳۸۔ ازالۃ الاشتباہ عن انوار الانتباہ
۳۹۔ قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب
۴۰۔ ماہ ربیع الاوّل اور حب رسولؐ کے مظاہرے
۴۱۔ اہلِ تصوف کی کارستانیاں
۴۲۔ ہمارا امام صرف ایک یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۴۳۔ طوفانِ نوح
۴۴۔ اقوالِ زریں
۴۵۔ تحفۂ صفر
۴۶۔ اسلام میں جرائم کی سزائیں
۴۷۔ پنجسورہ شریف
۴۸۔ قرآنی آیات کا جواب
۴۹۔ مسائل ماہ ربیع الاوّل
۵۰۔ زینت الصلوٰۃ
۵۱۔ تحقیقِ حرف ض (ضاد)
۵۲۔ بدعت اور سنت میں فرق

ملنے کا پتہ: مکتبہ مسلم بربرشاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

ہم وہی اسلام چاہتے ہیں جس کا عملی نمونہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔

—————— جمعیت اہل حدیث جموں و کشمیر

★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★

ایک مرتبہ کسی شخص نے امام ابو حنیفہؒ سے معلوم کیا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرتے ہیں؟

امام ابو حنیفہؒ نے جواب دیا:

"ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کے ذریعہ تو ہمیں عزت بخشی ہے اور ان ہی کے باعث عذاب جہنم سے بچایا ہے۔"

(الانتقاء لابن عبد البر ص ۱۴۰، ۱۴۱)